سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۶ رجون بوقت ۸ بجے صبح

کل حضور کو کچھ ضعف کی شکایت رہی Bedsore کی تکلیف میں کچھ اضافہ ہے (چارپائی پر لمبا عرصہ لیٹے رہنے کی وجہ سے جو زخم ہو جاتا ہے۔ اسے Bedsore کہتے ہیں) اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

کل حضور سیر کیلئے بھی تشریف لے گئے تھے۔ احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جلّ شانہ کے مظہر اتم ہیں

آپؐ جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکّہ کی زندگی جمالی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں تھی

(۱) "یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں۔ اس نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جلّ شانہ کے مظہر اتم ہیں لہٰذا خدا تعالےٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں اس لئے خدا تعالےٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعودؑ اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (اربعین حصہ سوم صـ۲۳ حاشیہ)

(۲) "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔" (اربعین ۴ صـ۱۵)

مکرم مولوی محمد منور صاحب آج شام ربوہ پہنچ رہے ہیں

ربوہ ۶ رجون۔ مبلغ مشرقی افریقہ مکرم مولوی محمد منیر صاحب آج مورخہ ۶ رجون بروز ہفتہ شام کو چناب ایکسپریس سے ربوہ واپس تشریف لا رہے ہیں۔ احباب مقررہ وقت پر ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر مکرم مولوی صاحب کے استقبال میں شریک ہوں۔ (وکالت تبشیر ربوہ)

مکرم فضل الٰہی صاحب انوری ۷ جون کو روانہ ہو رہے ہیں

ربوہ ۶ رجون۔ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے بیرون پاکستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ کل مورخہ ۷ جون بروز اتوار ۵ بجے صبح ریل کار کے ذریعہ لاہور روانہ ہوں گے۔ اور پھر وہاں سے کراچی تشریف لے جائیں گے۔

مقامی احباب وقت مقررہ پر ریلوے اسٹیشن پہنچکر اپنے مجاہد بھائی کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کریں۔ (وکالت تبشیر ربوہ)

داخلہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں گیارھویں (پری میڈیکل، پری انجینئرنگ اور آرٹس) کلاس کا داخلہ ۹ رجون ۱۹۶۴ء سے شروع ہو کر دس روز تک جاری رہے گا۔ میٹرک میں ۷۰۰ سے اوپر (وظیفہ کی حد تک) نمبر لینے والے طالب علموں کو پوری فیس کی رعایت دی جاتی ہے۔ انٹرویو کے وقت والد/گارڈین کا ہونا ضروری ہے۔ پروویژنل اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ داخلہ فارم کے ساتھ پیش کیا جائے۔ پراسپکٹس اور فارم داخلہ دفتر کالج سے طلب فرمائیں۔

دستخط: (مرزا ناصر احمد ایم۔ اے آکسن پرنسپل)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۶ رجون۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اجتماع انصار اللہ منعقدہ کراچی میں شرکت فرمانے کے بعد کل مورخہ ۵ رجون کو کراچی سے بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

ربوہ ۶ رجون۔ کل یہاں نماز جمعہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ نماز پڑھانے سے قبل آپ نے ۳ جون ۱۹۶۴ء کے الفضل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ پُر معارف خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا جو حضور نے ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کو ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں حضور نے واضح فرمایا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں اللہ تعالےٰ نے ابتلاء اور بدظنی سے بچنے کا ایک نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۷ جون ۱۹۶۴ء

مولوی تمنّا عمادی کی کتاب "الطلاق مرّتٰن"

"الطلاق مرّتٰن" یہ کتاب مسئلہ طلاق پر مولوی تمنا عمادی کی تصنیف ہے۔ یاد رہے کہ مولوی تمنا عمادی احادیث کے مخالف سمجھے جاتے ہیں اور استنباط قرآن کریم سے کرنے کے دعوے دار ہیں۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحات بڑی تقطیع کاغذ و لکھائی چھپائی معمولی مصنف نے ۶۴ عبد العزیز لین فیسل نامہ ڈھاکہ ۹ مشرقی پاکستان سے شائع کی ہے۔ قیمت دو روپیہ ہے۔

مصنف نے شروع میں اس کتاب کا خصوصی مخاطب جماعتِ احمدیہ کو بیان کیا ہے اس لحاظ سے یہ کام تو مفتی سلسلہ کا ہے کہ وہ کتاب کے بنیادی موضوع کا پورا پورا محاسبہ کریں تاہم مختصراً ہم الفضل میں کچھ متفرق باتوں اور اصل موضوع کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ فاضل مصنّف نے اس کتاب میں حدیث کے متعلق بھی اپنا عقیدہ بیان کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"مَیں حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دین میں حجت سمجھتا ہوں۔ اتباع سنت نبوی کو بلکہ اتباع سنت مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم تک کو فرض عین سمجھتا ہوں۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر اتباع رسول کے کوئی اتباع قرآن مجید نہیں کر سکتا اور نہ کوئی شخص بغیر اطاعتِ رسول اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر سکتا ہے۔ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ ۔۔۔۔۔۔
۔۔۔ قرآن مجید کی کسوٹی پر حدیثوں کو پرکھئے حدیثوں کے مطابق کھینچ تان کر کسی نہ کسی طرح قرآنی آیات کو نہ بنایئے۔ حدیثیں قرآن کی شرح ہو سکتی ہیں۔ قرآنی آیات کے مفہوم کو بدل نہیں سکتیں۔ وہی کھینچ تان جو آیات میں کرتے ہیں ان روایات میں کیجیے اور ان روایات کو قرآن کے مطابق بنایئے۔ اگر ان روایات کے ساتھ ایسا ہی عشق ہے"۔

(کتاب الطلاق مرّتٰن صفحہ ۲۱ و ۲۴)

اگر مصنف کا یہی عقیدہ ہے تو ہم کو اس پر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم ایک گزشتہ اشاعت میں ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت آپ کی تصنیف "شہادت القرآن" سے نقل کی ہے۔ اگرچہ مصنف نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے لیکن عملی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ احادیث پر اکثر کم ہی اعتماد رکھتے ہیں مثلاً

اسی تصنیف میں ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"اور مہدی موعود کے ظہور اور مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ تو محض ظنی اوہام سے زیادہ نہیں جن کی بنیاد ہی ظنی اور غیر معتبر حدیثوں پر ہے۔ وما انزل اللہ بھا من سلطان"

ظاہر ہے کہ ایسا شخص حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ آگے لکھتے ہیں:۔

"مسیح بن مریم علیہما السلام کی طبعی موت کا عقیدہ رکھتا ہوں۔ بخوبی ممکن ہے کہ مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی تحقیق صحیح ہو اور وہ کشمیر ہی میں اگر وفات یاب ہوئے ہوں اور وہیں دفن ہوئے ہوں"۔ (ایضاً ص۱۸)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "شہادت القرآن" میں مصنف کی پہلی بات کی کما حقہ تردید کی ہے مصنف کو یہ تصنیف پڑھنی چاہیئے۔ اس مختصر مقالہ میں اس کا خلاصہ دینا ناممکن ہے۔ محض منافقین عجم پر تمام بوجھ ڈال دینے سے تو بات حل نہیں ہو سکتی۔

فاضل مصنف نے اپنی اس تصنیف کے شروع میں احمدیوں کو "خصوصی مخاطب" فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"اس لئے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء ظنی روایات اور اپنے فرقے کے مجتہدین کے ظنی مجتہدات کے پابند ہیں۔ چاہے وہ روایات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوں یا خلفائے راشدین یا کسی دوسرے صحابی کی طرف یا شیعوں کے ائمہ کی طرف سا ری روایتیں ظنی ہی ذرائع سے بعد والوں کو ملتی ہیں۔
بخلاف۔ جماعتِ احمدیہ قادیانیہ کے کہ یہ جماعت مرزا صاحبؓ کو مبعوث من اللہ مرزا صاحبؓ کے دعوے کے مطابق مانتی ہے۔ بقول ان کے وہ قرآن مجید ہی کی صحیح تعلیم و تبلیغ ہی کے لئے مبعوث ہوئے۔ مرزا بشیر الدین صاحب نے بلا واسطہ ان سے قرآن کی تعلیم حاصل کی اس لئے وہ کچھ تفسیر لکھتے یا بیان کرتے ہیں۔ اگلے مفسرین کے اقوال یا تفسیری روایات کی بنا پر نہیں لکھتے ہیں۔ بزعم خود ایک نبی مرسل ایک مہدی و مسیح سے بلا واسطہ ان کی زبان اور اپنے کانوں سے سن کر لکھتے اور بیان کرتے ہیں اس لئے ان کی بیان کردہ تفسیر خود ان کے اور ان کی جماعت کے نزدیک تو ضرور قطعی الصحت ہے۔ ان کے سوا سب کے سب اتباع ظنیات کے باعث غلط فہمی اور خطائے اجتہادی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ مگر بلا واسطہ مکالمہ الٰہی کا مدعی جو بقول خود قرآن مجید ہی کی تعلیم و تبلیغ و تبیین ہی کے لئے منجانب اللہ مبعوث ہوئے تھے ان سے تو غلط فہمی قرآنی آیت کے سمجھنے میں اور خطائے اجتہادی قرآنی احکام کی تبیین میں (ان کے دعووں کی صحت کی صورت میں) کسی طرح بھی نہیں ہونی چاہیئے"۔ (ایضاً ص۱۶)

پھر وہ لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحبؒ سے مجھ کو اختلاف صرف ان کے دعویٰ مہدویت، مسیحیت و نبوت و رسالت کے متعلق ہے۔ ان کے ان دعووں کے سوا عقائد و عبادات جو دین لذاتہا ہیں ان میں جہاں تک میں ان کو سمجھا ہوں میرے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ الا ماشاء اللہ پھر ان کے دینی خدمات ان کی جماعت کے دینی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔
مَیں کتنے وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے صوفیوں کو ان کے عقیدے کو شرک عظیم سمجھتے ہوئے بھی مرحوم یا رحمہ اللہ یا مرحوم و مغفور وغیرہ کلمات لکھتا ہوں۔ حضرت شیخ محی الدین ابن العربیؒ کی فصوص الحکم دیکھنے کے بعد اور پھر ان کی تفسیر پڑھنے کے بعد ایمان کیا کہتا ہے۔ اور ان کے متعلق میرے ضمیر نے کیا رائے قائم کی ہے مَیں لکھ نہیں سکتا۔ مگر اب تک ان کو حضرت کہہ کر بھی یاد کرتا ہوں اور رحمۃ اللہ بھی لکھتا ہوں۔ تو جن لوگوں سے توحید و شرک کا اختلاف ہے میں ان سے رواداری برتتا ہوں۔ تو جن سے صرف مہدویت و مسیحیت کا اور بروزی یا امتی نبی ہونے کا اختلاف ہے ان کے ساتھ تعصب کیوں برتوں حاشا و کلا۔ میں مرزا صاحب کو جھوٹا کذاب نہیں کہتا۔ مگر ان کے ان دعووں کو صوفیانہ شطحیات سمجھتا ہوں۔ اسی طرح ان کے مکالمہ الٰہیہ کے دعوے کو بھی صوفیانہ مکاشفات سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا۔ مَیں نے تصوف کی گود میں پرورش پائی ہے۔ اور باضابطہ اس کی علمی و عملی تعلیم حاصل کی ہے اور تکمیل تعلیم کے بعد اپنے مرشدوں سے اجازت و خلافت حاصل کی ہے۔ مَیں تصوف کی تمام گھاٹیوں سے خوب واقف ہوں۔ القی الشیطٰن فی امنیتہ سے جب انبیاء و رسل علیہم السلام نہیں بچے تو بزرگان صوفیہ کو اس سے محفوظ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن کا مژدہ صرف انبیاء و رسل کے لئے ہے۔ صوفیوں کے لئے نہیں۔ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہوئے ظلی و بروزی و امتی نبی ہونے کا دعوےٰ دراصل کشفی اوہام کا نتیجہ تھا اگر اگلے بزرگان صوفیہ کو برطانیہ کے زمانے جیسی لسانی و قلمی آزادی ملی ہوتی کہ جو چاہتے بولتے اور جو چاہتے لکھتے تو کتنے ظلّی و امتی نبی مرزا صاحب علیہ الرحمۃ سے پہلے پیدا ہوئے رہتے"۔

(ایضاً ص۱۷-۱۸)

ہم جناب تمنّا عمادی کی حسن ظنی کے لئے ممنون ہیں اور ان کی دیانتدارانہ رائے کی قدر کرتے ہیں۔ کاش دیگر اہل علم حضرات بھی یہی طریقہ اختیار کرتے اور کریں تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو اس سے بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ صاحب موصوف بے شک ہمارے نزدیک بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں جن کو دور کرنا جماعتِ احمدیہ کے علماء کا فرض ہے۔ یہاں اس ضمن میں ہم ان سے صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا بطور طالب علم کے مطالعہ کریں تو ان کی یہ غلط فہمیاں یقیناً دور ہو جائیں گی۔ اس کے باوجود چونکہ آپ نے اپنی غلط فہمیوں کا اظہار کیا ہے ہم آپ کی دیانتدارانہ رائے کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اگر آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا مطالعہ اسی دیانتداری سے کریں گے تو آپ یقیناً سچائی کو پا لیں گے۔

احتیاط کے طور پر جناب مولوی تمنا عمادی پھلواروی لکھتے ہیں:۔

"مَیں نے جو کچھ مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے اپنی دیانت سے لکھا ہے۔ قادیانیوں کو خوش کرنے کے لئے نہیں لکھا ہے اس لئے کہ مَیں جانتا ہوں کہ وہ میرے اس لکھنے پر بھی مجھ کو کافر ہی سمجھیں گے۔ اور کافر ہی کہیں گے اور نہ کوئی احمدی میرے جنازے کی نماز پڑھیگا اور نہ میرے بعد میرے نام کے ساتھ "مرحوم" کا بھی لفظ لکھے گا"۔ (ایضاً ص۱۸)

ہم سمجھتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ لکھا ہے دیانتداری سے لکھا ہے اور اس پر ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں تاہم آپ کو جو احمدیوں کی نسبت بدظنیاں ہیں وہ بھی غلط فہمیوں پر مبنی ہیں جن کے ذمہ وار بعض مخالف اہل علم حضرات اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کا دعوےٰ رکھنے والوں کا ایک خاص گروہ ہے ـــــ جماعتِ احمدیہ کسی فرد کو جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اس معنی میں کافر نہیں کہتی کہ وہ امتِ محمدیہ سے باہر نکل گیا ہے۔ کفر دون کفر کے اصول سے تو آپ بھی اچھی طرح واقف ہوں گے۔ پھر عربی زبان میں جو کسی چیز کو نہ مانے اس کو اس کا کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں تو یکفر بالطاغوت تک اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ جنازہ کا سوال تو

(باقی ص۴ پر)

والدین کی خدمت کی اہمیت

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

— منقول از تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم —

— مرتبہ سید لطیف احمد شاہ صاحب لائل پور —

ووصینا الانسان بوالدیہ حسناً۔ وان جاھدٰک لتشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعھما الیّ مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق بڑی تاکید کی ہے کہ ان سے نیک سلوک کیا جائے۔ ہاں اگر وہ تم سے اس بات کے لئے جھگڑیں کہ تم کسی کو میرا شریک قرار دے دو۔ جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تو پھر ان کی بات نہ مانو۔ یعنی مومن کو جب اس کے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ مومن خدا تعالیٰ سے جو ماں باپ سے بھی زیادہ محسن ہے اچھا معاملہ نہ کرے اور جب ماں باپ خدا تعالیٰ کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کی بات کو رد نہ کرے۔ بہرحال اس استثناء کے سوا ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بہت سے نوجوان ایسے دکھائی دیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کا مناسب احترام نہیں کرتے۔ اور نہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں بلکہ اولاد میں سے کسی کو اگر اچھا عہدہ مل جائے۔ تو وہ اپنے غریب والدین سے ملنے میں بھی شرم محسوس کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ کسی ہندو نے بڑی تکلیف برداشت کر کے اپنے لڑکے کو بی۔ اے یا ایم۔ اے کرایا اور اس ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا آج کل ڈپٹی ہونا کوئی بڑا اعزاز نہیں سمجھا جاتا لیکن پہلے وقتوں میں ڈپٹی ہونا بھی بڑی بات تھی۔ اس کے باپ کو خیال آیا کہ میرا بیٹا ڈپٹی ہو گیا ہے میں بھی اس سے مل آؤں۔ چنانچہ جس وقت وہ اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا تو اس وقت اس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی اپنی غلیظ دھوتی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا۔ باتیں ہوتی رہیں کسی شخص کو اس غلیظ آدمی کا بیٹھنا برا محسوس ہوا اور اس نے پوچھا کہ ہماری مجلس میں یہ کون آ بیٹھا ہے۔ ڈپٹی صاحب اس کی بات سنکر کچھ جھینپ سے گئے اور شرمندگی سے بچنے کے لئے کہنے لگے۔ یہ ہمارے ٹھیلیا ہیں۔ باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سنکر غصے کے ساتھ جل گیا۔ اور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ جناب میں ان کا ٹھیلیا نہیں ان کی ماں کا ٹھیلیا ہوں ساتھ والوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں تو انہوں نے اس کو بہت لعن طعن کی۔ اور کہا کہ اگر آپ ہمیں بتاتے تو ہم ان کی مناسب تعظیم و تکریم کرتے۔ اور ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہرحال اس قسم کے نظارے روزانہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ کہ لوگ رشتہ داروں سے ملنے سے جی چراتے ہیں۔ تا کہ ان کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی واقع نہ ہو جائے۔ گویا ماں باپ کا نام روشن کرنا تو الگ رہا۔ ان کے نام کو بٹہ لگانے والے بن جاتے ہیں۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو اس نقطۂ نگاہ سے والدین کی عزت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ والدین کی عزت کرو۔ دنیاداروں میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ والدین کی پورے طور پر عزت کرتے ہیں اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ دونوں میں یہی حالات نظر آتے ہیں۔

اسی طرح بعض نوجوان اپنی ماؤں کی خبرگیری ترک کر دیتے ہیں اور جب پوچھا جاتا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے۔ کہ اماں جی کی طبیعت تیز ہے اور میری بیوی سے ان کی بنتی نہیں۔ حالانکہ بیوی کو ماں سے کیا نسبت۔ بیوی نے اس کے فائدے کے لئے کیا کیا ہوتا ہے۔ وہ نوجوانی کی حالت میں اس کی خدمت کرتی ہے۔ لیکن ماں جس نے اپنی چھاتیوں سے دودھ پلایا ہوتا ہے۔ اور جس نے اپنا خون دودھ کی شکل میں تبدیل کر کے اس کی پرورش کی ہوتی ہے۔ اور محنت و مشقت کر کے پڑھایا ہوتا ہے اس سے اس لئے اعراض کر لیا جاتا ہے کہ بیوی سے اس کی بنتی نہیں۔ پس اس خطرناک نقص کو دور کرو۔ اور اپنے والدین کی خدمت بجا لاؤ۔ ورنہ تم اس جنت سے محروم ہو جاؤ گے جو تمہارے ماں باپ کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔

..... آخر تم نے خدا تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے اور تمام اعمال کا نتیجہ اسی نے ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے تمہارا کام یہی ہے کہ جب شرک کا سوال آئے تو اپنے ماں باپ کی اطاعت کرنے سے انکار کر دو۔ مگر اس استثناء کے علاوہ تمام دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کی کامل فرمانبرداری کرو۔

..... مذہبی اختلاف کی وجہ سے تعلقات منقطع نہیں ہو جاتے بلکہ مومن کا فرض ہوتا ہے کہ "وہ ہر حالت میں اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کا احترام کرے اور ہمیشہ ان سے حسن سلوک کرتا رہے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم ص ۳۸۳)

حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

والدین کی خدمت

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رغم انفه رغم انفه رغم انفه قالوا یا رسول اللہ من؟ قال من ادرک والدیه عنده الکبر او احدھما ندخل النار

(الادب المفرد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ناک خاک آلودہ ہو۔ یعنی وہ ذلیل ہو۔ اس کا ناک خاک آلودہ ہو۔ اس کا ناک خاک آلودہ ہو۔ اس فقرہ پر صحابہ نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ کس شخص کا ناک خاک آلودہ ہو؟ ......

آپ نے جواباً فرمایا کہ جس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ گیا ہو مگر وہ ان کی خدمت کی محرومی سے جہنم میں داخل ہونے کا ذریعہ ہو گیا ہو۔

تشریح:۔ والدین کے اولاد پر احسانات ان گنت ہوتے ہیں۔ ان کی پدرانہ شفقت اور نوازشات سے اولاد مالا مال ہوتی ہے۔ والدین کو اولاد کی بہبودی ہر وقت مدنظر ہوتی ہے بسا اوقات وہ اپنے آرام کو اپنے بچہ کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ والد جو رات دن محنت شاقہ اور مزدوری کرتا ہے وہ سب کچھ اپنے بچوں کے لئے کر رہا ہوتا ہے۔ بچہ کی بیماری والدین کو سخت پریشان کر دیتی ہے اور وہ دعائیں کرتے ہیں اور دوسری طرف علاج کے لئے اپنے تن من دھن کو لگا دیتے ہیں۔ بچہ کی زندگی کے ہر مرحلہ میں والدین کا سایۂ عاطفت اپنی اولاد کے سر پر ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اولاد پروان چڑھتی ہے۔ مگر انتہائی جائے افسوس ہے کہ وہی اولاد اپنے والدین کے بڑھاپے کے وقت جبکہ وہ قوت لایموت کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت سے بعض اوقات روگردانی کر لیتی ہے۔ حالانکہ یہ وقت ان کی خدمت کا ہوتا ہے۔ اور ان سے عزت و احترام سے پیش آنا چاہیئے۔ ایسا شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زجر و توبیخ کے ماتحت آتا ہے اور اس شخص کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ رغم انفه کہ وہ ذلیل ہو۔ آپ نے یہ فقرہ تین مرتبہ دہرا کر سبق دیا ہے کہ دیکھو اس معاملہ میں غفلت اور سستی نہ کرنا اور والدین کی خدمت و احترام اپنے اندر بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں۔ والدین کی دعا قبولیت کا خاص درجہ رکھتی ہے کیونکہ ان کی دعائیں غیر معمولی سوز، رقت اور جذبۂ عاطفت و شفقت ہوا کرتا ہے۔ وہ راتوں کی تاریکی میں بیدار ہوتے ہیں اور اپنے بچوں کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں۔ بچے ہزاروں میل پر سو رہے ہوتے ہیں مگر وہ ان کے لئے دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ والدین کا وجود مجسم رحمت۔ راحت اور برکت ہے۔ مبارک ہیں وہ جو والدین کی خدمت بشاشت سے کرتے ہیں۔ اور دنیا و آخرت میں رحمت ربانی اور رضا والٰہی کے وارث ہوتے ہیں۔ (مرتبہ شیخ نور احمد منیر ربوہ)

انصار اللہ کے چندے

۔۔ اشاعت لٹریچر ۔۔ تعمیر فنڈ ۔۔ چندہ سالانہ اجتماع

انصار اللہ کے لئے چندہ مجلس کے علاوہ تین چندے اور بھی منظور شدہ ہیں۔ اشاعت لٹریچر اور سالانہ اجتماع کے لئے ایک معین فی رکن شرح مقرر ہے اور تعمیر فنڈ حسب استطاعت ہے احباب سے گزارش ہے کہ وہ ان چندوں کی ادائیگی اگر سال کے پہلے نصف میں کر دیا کریں تو مرکز کو بھی سہولت رہے گی۔ اور آپ سے بھی ایک بوجھ اتر جائے گا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

درخواست دعا: میں حال ہی کینیا (ایسٹ افریقہ) سے واپس آئی ہوں۔ میرے خاوند اور میرے بچے افریقہ میں ہی ہیں۔ احباب جماعت سے اپنے خاوند اور بچوں کی صحت و سلامتی کے لئے اور کاروبار میں ترقی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ خاکسارہ امینہ احمدی (بیگم محمد امین صاحب احمدی بورا حال وارد سرگودھا)

شذرات

از شیخ خورشید احمد

تحریکِ کشمیر کا ایک فراموش شدہ ورق

قیامِ پاکستان کے مخالف عناصر — جو آخر وقت تک مسلم لیگ، اور قائد اعظم کی شدید مخالفت کرتے رہے اب مختلف حیلوں بہانوں سے پاکستان میں اپنی بدنامی کے داغ کو دور کرنے اور اپنی کھوئی ہوئی ساکھ قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں —

حال ہی میں ان عناصر نے مختلف اخبارات ورسائل میں کشمیر کے متعلق مضامین کا ایک سلسلہ مختلف ناموں سے شروع کیا ہے جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ گویا انہوں نے آزادیٔ کشمیر کی تحریک میں بڑے "کارہائے نمایاں" سر انجام دئیے ہیں!۔

چنانچہ ایسے ہی ایک مضمون میں "جب احرار نے تحریکِ کشمیر کا آغاز کیا" کے زیرِ عنوان یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ :-

"احرار نے یلغار کا بگل بجا دیا۔ بس پھر کیا تھا احرار کے بہادر اور جانباز بگولے کی طرح اٹھے اور آندھی کی طرح چھا گئے…… احرار کے جانبازوں نے جیل کو کھیل بنا دیا۔ اس شاندار ہنگامے نے ڈوگرہ شاہی کے چھکے چھڑ دیئے۔"

(چٹان ۱۳؍ اپریل ۱۹۶۴ء)

یہ تو الگ بحث ہے کہ احراریوں نے کس طرح جیلوں میں جا کر معافی مانگ مانگ کر رہائی حاصل کی اور اس طرح واقعی "جیل کو کھیل" بنا کر دکھا دیا لیکن ہمیں تعجب اس بات پر ہے کہ جن لوگوں نے آزادیٔ کشمیر کی تحریک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا وہی آج اس تحریک میں ہیرو بننے کے دعویدار بن بیٹھے ہیں اور ان اصحاب کو جنہوں نے صحیح معنوں میں اس تحریک کو شروع کیا اور پروان چڑھایا نہ صرف عمداً فراموش کرنے کی بلکہ انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مظلوم کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لئے سب سے پہلے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میدانِ عمل میں آئی۔ اسی کے ذریعے یہ تحریک زندہ ہوئی اور اتنی اہمیت اختیار کر گئی کہ بالآخر کشمیر کی ڈوگرہ حکومت کو وہ ابتدائی حقوق انہیں دینے پڑے جن سے وہ ایک عرصہ سے محروم چلے آتے تھے۔ کشمیر کمیٹی کے صدر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ تھے اور اسکی مقبولیت اور اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ اس میں علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ خواجہ حسن نظامی اور نواب سر ذوالفقار علی خاں، سید محسن شاہ اور مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی جیسے چوٹی کے مسلمان اکابرین شامل تھے۔ اسی کمیٹی کی شبانہ روز مساعی کی وجہ سے ۱۱؍ نومبر ۱۹۳۱ء کو مہاراجہ کشمیر کو طوعاً وکرہاً مسلمانانِ کشمیر کو ابتدائی حقوق دینے کا اعلان کرنا پڑا۔ اور مسلمان اکابرین نے کھلے الفاظ میں یہ اعتراف کیا کہ یہ کامیابی

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور اس کے اراکین کی اندرونی کوششوں کا نتیجہ ہے…… آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر نے ممتاز مسلمانوں کے ذریعے لنڈن میں کوشش کی۔ انگلستان کے بڑے بڑے اخباروں میں ریاستِ کشمیر کے مظالم کی اطلاعیں شائع ہوئیں اور اخباروں نے ریاستِ کشمیر کو مطعون کیا اور مسلمان لیڈروں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر کی تحریک کی وجہ سے وزیرِ ہند پر زور ڈالا اور وائسرائے نے ریاست کی حکومت پر زور ڈالا جس کا یہ نتیجہ نکلا۔" (روزنامچہ خواجہ حسن نظامی ۲۱؍۱۱؍۳۱)

خود کشمیری لیڈروں نے ۲۵ ر نومبر ۱۹۳۱ء کو یہ قرارداد پاس کی کہ

"یہ کانفرنس آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر اور اس کے ارکان کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے کہ وہ غریب و بےکس کشمیریوں کی امداد پوری دیانت اور ہمدردی سے کرتے رہے۔"

(انقلاب ۱؍۱۲؍۳۱)

ان حوالوں سے جو محض بطور نمونہ دیئے گئے ہیں واضح ہو جاتا ہے کہ مظلوم کشمیری مسلمانوں کی کس نے مدد کی اور کس کی مساعی سے انہیں ابتدائی انسانی حقوق حاصل ہوئے۔

تاریخی واقعات اور روشن حقائق پر عارضی طور پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے لیکن ہمیشہ کے لئے انہیں ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ آنے والے مؤرخ جب تحریکِ کشمیر کی تاریخ مرتب کریں گے تو انہیں یقیناً آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخلصانہ اور بے لوث خدمات کا اعتراف کرنا پڑے گا!

صراطِ مستقیم کس طرح معلوم ہو؟

ہفت روزہ شہاب لاہور میں "استفسارات" کے کالم میں ایک صاحب نے یہ سوال کیا ہے :-

"مجھے سب سے بڑھ کر خواہش یہ ہے کہ میں اسلام کا صحیح راستہ دیکھ کر کس طرح اس کا شیدائی بنوں؟"

ایڈیٹر صاحب شہاب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ :-

"اسلام کا صحیح راستہ معلوم کرنے کے لئے علمائے حق کی کتابیں اور انکی صحبت اختیار کیجئے۔ انشاء اللہ صراطِ مستقیم معلوم ہو جائے گی پھر اس پر ثابت قدمی سے چلتے رہیئے!"

مشورہ تو واقعی درست ہے لیکن بہتر ہوتا اگر اس بارے میں بھی سائل کی راہنمائی کر دی جاتی کہ صراطِ مستقیم کے حصول کے لئے کون سے علمائے حق کی طرف رجوع کیا جائے؟ جن اصحاب کو "علمائے حق" کا نام دیا جاتا ہے وہ تو آپس میں بھی یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ صراطِ مستقیم کیا ہے اور اس بارے میں ان میں اتنا شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے ان حالات میں ایک عام مسلمان کیلئے تو یہ فیصلہ کرنا قریباً ناممکن ہو جاتا ہے کہ وہ کس مسلک کو صراطِ مستقیم قرار دے اور کن "علمائے حق" کی صحبت اختیار کر کے اسلام کا صحیح راستہ معلوم کر سکے۔

بہشتی دروازہ

لاہور کے پندرہ روزہ بصیرت کے ایک مضمون میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے حالاتِ زندگی شائع ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کا ایک اقتباس بلا تبصرہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"حضرت بابا صاحب کی درگاہ کے اندر ایک دروازہ ہے جسے بہشتی دروازہ کہتے ہیں عرس کے موقع پر ہر سال دو دن۔ محرم کی ۵ اور ۶ تاریخ کو یہ دروازہ کھولا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ اس دروازے میں سے گزرنے والے کے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور وہ نوزائیدہ بچے کی مانند معصوم ہو جاتا ہے…………عرس کے ان دنوں میں لاکھوں عقیدتمند اس دروازے میں سے گذرتے ہیں۔"

(بصیرت ۱۶؍ مئی ۱۹۶۴ء)

کمیونسٹوں سے تشبیہ

ہفت روزہ دعوت لاہور میں "حضرت مولینا سید محمد میاں صاحب سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند" کا ایک مضمون قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ اس کی دوسری قسط میں مولٰنا نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں سے ایک اقتباس درج کیا ہے۔ اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد اس کی تعریف میں مولٰنا نے جو الفاظ تحریر کئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں :-

"حضرت شاہ صاحب کی تحریر بار بار ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیسویں صدی کا کوئی کمیونسٹ بالشویک کانفرنس میں خطبۂ صدارت پڑھ رہا ہے۔"

(دعوت ۲۲؍ مئی ۱۹۶۴ء)

ہم حیران ہیں کہ یہ حضرت شاہ صاحب کی تعریف کی گئی ہے یا تنقیص؟ ۔ کیا ہمارے علمائے کرام کمیونزم سے اتنے متاثر و مرعوب ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے جلیل القدر بزرگوں کو کمیونسٹوں سے تشبیہ دینے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے بلکہ اسے فخریہ رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

لیڈر

اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس میں آپ کو مرحوم لکھنے میں کوئی عار نہیں۔ جیسا کہ ہم بہت سے غیر احمدی مسلمانوں کے نام کے ساتھ لکھا کرتے ہیں۔ باقی رہا جنازہ تو اس میں بھی ہم قرآنی حکم پر عمل کرتے ہیں۔ آپ کے متعلق تو ہم اللہ تعالیٰ سے

(بقیہ صفحہ ۲)

دعا کرتے ہیں کہ آپ کو تا دیر زندہ رکھے تا آنکہ آپ پوری سچائی کو پالیں اور آپ کی جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق وہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں جو بعض خود غرض لوگوں نے پھیلا رکھی ہیں۔

(باقی)

خدام الاحمدیہ کی صنعتی کلاس

شعبہ صنعت و تجارت خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام "بید سے کرسیاں بننے" کی کلاس جاری ہے۔ جو ہر روز صبح پانچ بجے سے چھ بجے تک اور عصر کے بعد سوا پانچ بجے سے سوا چھ بجے تک خاکسار کے مکان بیت الحفیظ دار الصدر غربی الف نزد کوٹھی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب میں ہوتی ہے۔ جو خدام یہ کام سیکھنے کے خواہشمند ہوں وہ متذکرہ بالا اوقات میں حاضر ہو جائیں۔ کلاس ۱۰ رجون تک جاری رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(خاکسار۔ مہتمم صنعت و تجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

انسپکٹر انصار اللہ کا دورہ

ضلع شیخوپورہ کی مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ مکرم چوہدری محمد یعقوب خان صاحب انسپکٹر انصار اللہ ۸ رجون بروز سوموار سے ضلع شیخوپورہ کا دورہ شروع کر رہے ہیں۔ عہدیداران سے گذارش ہے کہ وہ مکرم چوہدری صاحب سے تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ)

حضرت المصلح الموعود کی اولوالعزمی کا ایک زندہ نشان — ربوہ

محترم جناب راجہ علی محمد صاحب سابق افسر مال کچہری روڈ گجرات

سرزمین ربوہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ میں ربوہ کی آبادی کی ابتداء کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ تاکہ وہ تاریخ احمدیت کے اوراق میں جگہ پاکر محفوظ ہو جائے۔ مجھے یہ واقعہ لکھنے کی تحریک اس طرح ہوئی کہ میں ان دنوں بیمار رہا اور بغرض تبدیلی آب و ہوا چند ایام کے لئے اپنے لڑکے میجر راجہ منصور احمد صاحب کے پاس بہاولپور گیا۔ وہاں کی جماعت کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک ہوا۔ اور نماز کے بعد محترم مرزا ارشد بیگ صاحب نے مقامی احباب سے میرا تعارف کرایا۔ اس موقعہ پر وہاں کے مربی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں کوئی ایسا واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق جو حضور کے قرب کی سعادت کے طفیل میرا چشم دید ہو بیان کروں۔ اس پر میں نے عرض کیا۔ ہمارا مرکز ربوہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ کی اولوالعزمی کا بدیہہ النظر ثبوت ہے اور حضور کے اس عظیم الشان اقدام میں جہاں تک میرا علم اور یقین ہے کوئی دوسرا اثر کارفرما نہ تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے دست غیبیہ کی راہنمائی کے ان کا شریک ہے

قادیان کے چھوڑنے کے بعد اس وقت کے ناموافق اور حوصلہ شکن حالات میں جبکہ جماعت کے افراد اپنے ذرائع آمدنی سے منقطع اور بے گھر پریشان تھے اور جبکہ صدر انجمن احمدیہ کی آمدنی میں بھی جو پہلے سے ہی کم مقرر تھی حوصلہ شکن کمی لازمی تھی۔ جماعت کے لئے دوسرا مرکز جلد سے جلد قائم کرنے کی خاطر صرف ایک ہی روح بے قرار اور مضطرب تھی اور جو رات دن اسی فکر میں پریشان اور بے چین رہتی اور وہ وہی تھی جس کو خداوند تعالیٰ نے اپنی جماعت کے آڑے وقت میں حفاظت، اعانت اور راہنمائی کے لئے اپنے دست قدرت سے معجزانہ استقلال، بصیرت اور اولوالعزمی کے اوصاف کے ساتھ منصب خلافت سونپا تھا۔

سنہ ۱۹۴۶ء و سنہ ۱۹۴۷ء میں یہ راقم صدر انجمن احمدیہ کے مرکزی دفتر بیت المال میں بطور ناظر کام کرتا تھا۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء کے تقریباً وسط میں میں قادیان سے لاہور پہنچا اور یہاں بھی یہ خدمت سپرد ہوئی۔ مگر جلد ہی بعد میں میری دونوں آنکھوں میں یکدم موتیا بند کا نزول شروع ہوا۔ اور ایک دو ماہ کے اندر ہی میری نظر ناقابل کار حد تک کم ہو گئی اور اس خدمت سے مجھے الگ ہونا پڑا۔

ان دنوں یعنی اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء کے آخری ایام میں جب کہ قادیان کی آبادی کے کثیر حصہ کا انخلاء فوجی کانوائے کے ذریعے بخوبی انجام پا چکا تھا اور حضور اس سے کسی حد تک مطمئن ہو رہے تھے آپ کو رات دن ایک ہی فکر اور بے قراری تھی کہ کسی جگہ زمین حاصل کرکے دوسرا مرکز جلد سے جلد قائم کیا جائے۔ چنانچہ ہر لمحہ اس جستجو میں تھے کہ کسی جگہ کوئی خالی زمین کا قطعہ مل جائے۔ روزانہ صبح کے وقت مرکزی کارکنان اعلیٰ کی مجلس طلب فرماتے تھے اور اس مجلس میں اس احقر الناس کو بھی شمولیت کا فخر حاصل ہوتا تھا۔ جیسا کہ اس وقت مختلف احباب نے اطلاع بہم پہنچائی یا مشورہ دیا۔ زمین کے کئی قطعات حضور کے زیر نظر تھے۔ ان میں ایک سرزمین ربوہ اور دوسرا کڑانہ کی پہاڑیوں کے دامن میں یہ دونوں سرگودھا کی سڑک پر تھے۔ اس ربوہ والے قطعہ کے متعلق ایک موقعہ پر میں نے یہ عرض کیا کہ یہ رقبہ میرا بھی دیکھا ہوا ہے۔ ضلع جھنگ کے گذشتہ بندوبست میں میں تحصیل چنیوٹ کا تحصیلدار بندوبست تھا۔ اور اس رقبہ میں سے کئی دفعہ میرا گذر ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ قطعہ زمین زراعت کے ناقابل بالکل کلر تھور ہے۔ جہاں صرف ایک بوٹی "لانی" کے جو اونٹوں کا چارہ ہے۔ اور جو خود زمین کے ناقابل زراعت ہونے کا ثبوت ہے ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ اور کسی قسم کی سبزی درخت وغیرہ کا وہاں نشان تک نہیں۔ بعض سرمایہ داروں نے لمبی میعاد کے پٹہ پر گورنمنٹ سے یہ زمین لے کر اسکو آباد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ انہی ایام میں ایک دن حضور نے ان دونوں زمین کے ٹکڑوں کو جو سرگودھا کی سڑک پر واقع ہیں خود دیکھنے کا ارادہ کیا۔ اس غرض کے لئے احباب ذیل کے ساتھ حضور صبح کے وقت روانہ ہوئے۔

(۱) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت نواب چوہدری محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ

(۳) محترم مولوی عبدالرحیم صاحب درد رضی اللہ عنہ

(۴) محترم چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

(۵) خاکسار راقم (راجہ علی محمد)

غالباً محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور بھی ہمراہ تھے۔ مگر ان کے متعلق میرے حافظے میں یادداشت صاف نہیں۔

[illegible] لاہور سے صبح سویرے روانہ ہو کر تقریباً دس بجے یہ قافلہ جہاں ربوہ میں اب بسوں کا اڈہ ہے وہاں پہنچا۔ وہاں حضور نے اپنی کار سے نکل کر سڑک پر کھڑے کھڑے رقبہ کا جائزہ لیا۔ بالخصوص سڑک پختہ ریلوے لائن کے درمیان اس رقبہ کے واقع ہونے کا اور اسی طرح اسی کی جائے وقوع پر غور فرمایا۔ پھر حضور نے سڑک کے متوازی سامنے کی پہاڑی پر چڑھ کر پہاڑی کے پیچھے زمین کی سطح کو دیکھنے کا خیال کیا اور پہاڑی پر چڑھنا شروع کیا لیکن اس کی نصف بلندی تک پہنچ کر فرمایا کہ میں کمزوری محسوس کرتا ہوں اوپر نہیں جا سکتا۔ اور نیچے اتر آئے مگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور مکرم و محترم مولوی عبدالرحیم صاحب درد رضی اللہ عنہما جو حضور کے ساتھ اوپر چڑھ رہے تھے چوٹی پر پہنچے۔ اور آگے پہاڑی کے پیچھے جو زمین کی صورت تھی اس کا حضور سے ذکر کیا بعد ازاں سڑک پر تھوڑی دور سرگودھا کی طرف سے آگے چل کر سڑک پر پانی پینے کے ہینڈ پمپ سے خود چلو میں پانی لے کر چکھا اور فرمایا کہ پانی تو خاصا اچھا ہے وہاں سے روانہ ہو کر احمد نگر کے بالمقابل سڑک پر اپنی موٹر سے نکل کر نزدیک ہی ایک کنوئیں کے قریب درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور تمام ہمراہی احباب کے حلقہ میں احمد نگر کے چند غیر احمدی معززین سے جو وہاں آ گئے تھے مخاطب ہوئے بالخصوص وہاں کے نمبردار چوہدری کرم علی صاحب سے (جو فوت ہو چکے ہیں) دریافت فرمایا کہ دریائے چناب میں سیلاب کے پانی کی زد کی حد کہاں تک ہے نمبردار نے عرض کیا کہ سیلاب کا پانی تو یہاں تک بھی پہنچ جاتا ہے پھر دریافت فرمایا کہ آیا وہ رقبہ جہاں اب ربوہ آباد ہے سیلاب کی زد میں ہے اس پر نمبردار مذکور نے کہا کہ وہاں تو پانی صرف ایسی صورت میں پہنچے گا کہ جب سیلاب کے پانی کی بلندی اس درخت کی جس کے نیچے حضور کھڑے تھے جھکی ہوئی شاخوں کو چھوئے گی۔ ان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے تھوڑی دیر اور وہاں گفتگو فرمائی اور پھر سرگودھا کی طرف سفر شروع کیا موٹر میں بیٹھے کرانہ پہاڑیوں کے دامن میں جو کھلا میدان ہے اس کا جائزہ لیا سرگودھا پہنچ کر محترم چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج کی کوٹھی پر جو ان دنوں وہاں تعینات تھے دوپہر کا کھانا تمام ہمراہی احباب سمیت تناول فرمایا یہ کھانا حضرت نواب چوہدری محمد دین صاحب پکوا کر اپنے ہمراہ موٹر میں لے گئے تھے اس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں اور بعد نماز جلدی لاہور کو روانہ ہو کر قریباً شام کے وقت واپس لاہور پہنچ گئے اور اسی روز یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ زمین جہاں اب ربوہ آباد ہے اور جو سرکاری کاغذات میں چک ڈھگیاں کے نام سے موسوم ہے اس کے خریدنے کے لئے فوراً درخواست کی جائے اور یہ کام حضرت نواب محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحم تھا اور حضور کی سرگرم کوشش اور دعاؤں کا نتیجہ کہ اس وقت ضلع جھنگ کے ڈپٹی کمشنر ایک نیک اور ہمدرد افسر تھے۔ انہوں نے بلاتاخیر اس رقبہ کی حصول کی درخواست کو اپنی سفارش کے ساتھ کہ بغرض آبادی یہ رقبہ مجوزہ قیمت پر صدر انجمن احمدیہ کو دیا جائے توسط کمشنر صاحب ملتان گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ارسال کر دی۔ اگرچہ عام دفتری معمول کے لحاظ سے تو ڈپٹی کمشنر صاحب ملتان کے دفتر میں کوئی تاخیر نہ ہوئی تھی مگر حضور کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ ایک گھنٹہ کی تاخیر بھی اس معاملہ میں ناگوار تھی کمشنر صاحب موصوف کے دفتر میں کاغذات کے پہنچنے کے دو تین دن بعد اس خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ ملتان جا کر وہاں سے کاغذات جلدی بھجوانے کی کوشش کرو۔ میں جانے کے لئے تیار ہوا پھر خیال آیا کہ کیوں نہ کمشنر صاحب کے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ سے جو میرے واقف تھے ٹیلیفون پر پتہ کر لیا جائے چنانچہ میں نے ٹیلیفون کیا اور جواب ملا کہ کاغذات آج گورنمنٹ پنجاب کو یہاں سے روانہ کئے جا رہے ہیں میں نے یہ اطلاع حضور سے عرض کر دی گورنمنٹ نے بھی بفضل تعالیٰ بلاتاخیر اور بلامزید ردوکد نچلے افسران سے اتفاق کرتے ہوئے جلدی ہی فیصلہ کر دیا اور اس طرح یہ رقبہ صدر انجمن احمدیہ کو مل گیا۔ الحمدللہ۔

اس رقبہ کے حصول کے لئے حضور کی سرگرمی اور گرمجوشی کا بیان کرنا میری قلم کی طاقت سے باہر ہے اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے ہم میں سے بعض یہ خیال کرتے تھے کہ جس کام کا ارادہ حضور کرلیں آپ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اس وقت تمام فکر و تدبیر مشغولیت و مصروفیت اور حضور کی ہمہ تن توجہ اس کام کے لئے وقف شدہ معلوم ہوتی تھی لیکن جلدی بعد میں جب آنے والے واقعات نے ہماری آنکھیں کھولیں تو حضور کی عجلت پسندی اور فکر اور گرمجوشی ہمارے لئے دست غیب کا ایک کرشمہ تھا جو حضور کے ہاتھ پر ظاہر ہوا کیونکہ اس کے بعد بہت جلدی جماعت احمدیہ کے خلاف تعصب، بغض و عناد اور حسد اور نفرت کا لاوہ اندر ہی اندر پکنا شروع ہو گیا اور جوں جوں دن گزرتے گئے جماعت کے ساتھ ہمدردی اور خیر سگالی کا جذبہ جو قادیان اور اس کے گردونواح میں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے احمدیوں کے مثالی مومنانہ ایثار اور استقلال کی وجہ سے پیدا ہوا تھا وہ افتراء، کذب بیانی اور منافرت کے طوفان میں دب گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہماری ہر بات کو ناکام کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ ایسے حالات میں کوئی یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ربوہ سرزمین حاصل کرنا ہمارے واسطے ممکن ہو گا۔ ربوہ کی زمین کا اس طرح حاصل ہونا ایک معجزہ ہے جو اور جس طرح کی کوشش ان دنوں حضور نے کی اس میں ایک گھنٹہ کی غفلت بھی مقصد کی کامیابی میں دنوں کا التوا اور دنوں کی غفلت مہینوں کا التوا ثابت ہوتی اور چند مہینوں کی غفلت تو غالباً اصل مقصود اور مدعا اور اس کے لئے جو اقدام کیا گیا تھا یہ سب ایک کوشش منفی ثابت ہوتی

پس ربوہ مرکز ثانی کا وجود ایک معجزہ ہے جو حضرت موعود اولوالعزم اور مصلح اور امام ربانی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔

جہلم کے احباب
الفضل کا تازہ پرچہ
مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب طاہر
ایجنٹ اخبار الفضل کالج شو سٹور مین بازار
جہلم شہر سے حاصل کریں

مجالس خدام الاحمدیہ کی مساعی کا جائزہ

ذیل میں مجالس خدام الاحمدیہ پاکستان کی ماہ مارچ ۱۹۶۲ء کی مساعی کا تفصیلی جائزہ درج کیا جاتا ہے یہ تمام اعداد و شمار مجالس کی بھجوائی ہوئی رپورٹوں پر مبنی ہیں۔ اگر آپ کو کسی جگہ اعداد و شمار میں فرق، کمی یا غیر مناسبت سی نظر آئے تو یہ امر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یا تو بعض مجالس معین صورت میں رپورٹ نہیں بھجواتیں اور یا پھر سارے اعداد و شمار درج نہیں کئے جاتے۔ مجالس کو چاہیئے کہ وہ مکمل اعداد و شمار پر کر کے ہر ماہ اپنی مساعی سے بروقت مرکز کو اطلاع دے دیا کریں۔

(نائب مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

شعبہ اعتماد و تجنید اس ماہ کل ۱۳۲ مجالس کی طرف سے کارگذاری کی رپورٹ موصول ہوئی۔ جن میں خدام کی کل تعداد ۷۹۶۵ تھی۔ مختلف مجالس میں مجالس عاملہ کے ۲۲۲ اور مجالس عامہ کے ۱۳۲ اجلاس ہوئے۔ اس ماہ ۵۹ خدام مختلف مجالس میں تبدیل ہو کر چلے گئے اور ۷۴ نئے خدام مجالس میں شامل ہوئے۔

شعبہ تربیت:۔ کسی ایک نماز میں خدام کی اوسط حاضری ۲۹۲۴ خدام رہی۔ کل ۱۱۰ تربیتی اجلاس منعقد ہوئے۔

شعبہ تعلیم:۔ قرآن کریم ناظرہ جاننے والے خدام کی تعداد ۵۰۹۲ تھی۔ ۵۹۵۰ خدام قرآن کریم باترجمہ جانتے ہیں۔ نماز باترجمہ جاننے والے خدام کی تعداد ۱۱۰۲ رہی۔ ۲۵۰۷ افراد عام لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ ۲۰ مجالس میں باقاعدہ لائبریریاں قائم ہیں۔ جن میں کتب کی تعداد ۳۹۲۳ ہے دوران ماہ ۲۲۹ کتب کا اضافہ ہوا۔ ۵۱۶ کتب جاری کی گئیں جن سے ۸۰۰ افراد نے استفادہ کیا۔ ۷ مجالس میں درس کا باقاعدہ انتظام ہے۔ ۱۷ مجالس نے اپنے ہاں نائٹ کلاس کا اجراء کیا۔ دوران ماہ ۱۳ خدام نے مختلف عناوین پر ۲۳ مضامین لکھے۔ اس ماہ ۳۰۵ خدام کو قرآن کریم باترجمہ ۲۹ خدام کو نماز باترجمہ اور ۸۰ خدام کو قرآن کریم ناظرہ سکھایا گیا۔

شعبہ اصلاح وارشاد:۔ اس ماہ ۶۵۴ خدام نے پیغام حق پہنچانے کے لئے وقت دیا۔ ۱۶۲ خدام نے اس غرض کے لئے پورا ایک دن وقف کیا۔ خدام نے اس ماہ ۲۶۳ تبلیغی خطوط لکھے ۱۱۰۴ افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ ۱۵۹۸۲ کی تعداد میں مختلف قسم کا لٹریچر مناسب احباب میں تقسیم کیا گیا۔ ۹۷ خدام نے روزانہ اصلاح وارشاد کے کام کے لئے وقت دیا۔ اصلاح وارشاد کے کام پر کل ۸۱۴ گھنٹے اور ۳۰ منٹ خرچ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ماہ ۱۲۳ افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۳۰ افراد کو حج سکیم کا ممبر بنایا گیا۔

شعبہ تحریک جدید و وقف جدید:۔ تحریک جدید میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد ۲۱۲۳ ہے۔ اس ماہ ۹۹ نئے خادم اس مبارک تحریک میں شامل ہوئے۔ وقف جدید میں حصہ لینے والے خدام کی تعداد ۱۲۵۵ ہے۔ اس ماہ ۶۳ نئے خدام نے اس تحریک میں شمولیت اختیار کی۔

شعبہ وقار عمل:۔ اس ماہ خدام نے کل ۱۱۸۳ اجتماعی وقار عمل منائے۔ جن میں ۵۷۰ خدام نے شرکت کی اور ۲۷۴ گھنٹے اور ۵۴ منٹ کام کیا۔

شعبہ خدمت خلق:۔ ۷۷۳ مستحق افراد کی مدد کی گئی۔ خدام نے اس ماہ ۱۲۹۳ بیمار مریضوں کی عیادت کی۔ ۴۰ وفود نے اجتماعی طور پر ہسپتالوں میں جا کر عیادت کی ۱۷۰ روپے نادار اصحاب میں بطور امداد تقسیم کئے گئے۔ ۹ روپے ماہوار تعلیمی وظیفہ دیا جا رہا ہے ۳۵۲ روپے بطور قرضہ حسنہ دئے گئے۔ ۶ افراد کو خدام نے کوشش کر کے روزگار مہیا کر دیا۔ ۲۹ خطوط یا عرضیاں ناخواندہ احباب کو لکھ کر یا ٹائپ کر کے دی گئیں۔ ۲۷۶ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ ۷۴۰ ٹیکے خدام نے بلا معاوضہ لگائے۔ ۹۴ بھوکے افراد کو خدام نے ایک وقت کا کھانا کھلایا۔ ۱۶۱ مریضوں کو عام طبی امداد دی گئی۔ ۷۰۰ غرباء کی پارچات کی صورت میں امداد دی گئی۔ ۳۶۸۰ مسافروں کی راہنمائی کر کے انہیں ان کی منزل مقصود تک پہنچایا گیا۔ ۱۰۹۲ مریضوں کو مفت دوائی دی گئی۔ ایک مجلس کے ۱۱ خدام نے ایک مریض کی جان بچانے کی خاطر فوری طور پر ۸ بوتلیں خون بطور عطیہ دیا۔ اس کے علاوہ خدام نے ۲۲ مختلف نوعیت کے خدمت خلق کے کام سرانجام دئے۔

شعبہ اشاعت:۔ ۸۳ مجالس خالد کی خریدار ہیں اور ۹۶ مجالس کے نام تشحیذ الاذہان جاری ہے دوران ماہ خالد کے ۱۱۹ اور تشحیذ کے ۲۲ نئے خریدار بنائے گئے۔

شعبہ صنعت و تجارت:۔ کوئی نہ کوئی ہنر جاننے والے خدام کی کل تعداد ۴۲۳ رہی۔ دوران ماہ ۴۰ خدام نے مختلف نوعیت کے ۱۰ ہنر سیکھے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

والد کے کئے ہوئے وعدے کا احترام

مکرم مرزا مسعود احمد صاحب ابن مرزا مبارک احمد صاحب جدید شو کمپنی حیدرآباد سندھ سے اپنے خط مورخہ ۶۲-۵-۳۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کا خط پڑھ کر ضمیر نے یہ گوارا نہیں کیا کہ ابا جان محترم کے کئے ہوئے وعدے (چندہ تحریک جدید) کو مزید التوا میں ڈالا جائے۔ جیسے تیسے کر کے بقایا قابل ادا رقم مبلغ ۱۱۰/- روپے آج ہی ادا کر دئے ہیں۔ شکراً الحمد للہ"

قارئین کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ محترم مرزا صاحب موصوف کے اخلاص میں برکت ڈالے اور اس کی رفتار میں بڑھ چڑھ کر اسلام اور احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ نیز ان کے والد صاحب کو جو آجکل بیرون پاکستان میں مقیم ہیں اپنے تمام مقاصد عالیہ میں کامیاب و کامران فرمائے آمین۔ تحریک جدید کے بقایا دار حضرات اس نیک نمونہ سے فائدہ اٹھائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

نظارت تعلیم کے اعلانات

۱۔ داخلہ انٹرمیڈیٹ پری انجینئرنگ ٹیکنیکل کالج لاہور۔ راولپنڈی پشاور

میٹرک پاس لڑکوں کے لئے انجینئر بننے کا شاندار موقعہ مجوزہ فارم و پراسپکٹس دفتر کالج سے ایک روپیہ ۶۲ پیسے بھیجکر۔

ہر سہ کالجوں میں اے۔ ایم۔ آئی۔ سی امتحانات کے سیکشن اے وبی کی کلاسیں موجود ہیں۔ ان کلاسوں کے پاس شدگان کو بی ایس سی یا بی ای انجینئرنگ ڈگری والوں کے برابر انجینئرنگ سروسز میں گورنمنٹ تسلیم کرتی ہے۔

سیکشن اے وبی کو انٹرمیڈیٹ سائنس (پری انجینئرنگ) یا انٹرمیڈیٹ ٹیکنیکل یا اے ایم آئی سی کے سٹوڈنٹ شپ امتحانات پاس کرنے کے بعد عرصہ تین سال میں پاس کرنا ہوتا ہے۔ امیدواران جو انٹرمیڈیٹ سائنس (پری انجینئرنگ) یا انٹرمیڈیٹ ٹیکنیکل میں زیر تعلیم ہوں ان کو ساتھ کے ساتھ سٹوڈنٹ شپ امتحان کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ مضامین ایک سے ہوتے ہیں۔ اسکے نتیجہ میں ان ٹیکنیکل کالجوں میں زیر تعلیم امیدواران بیک وقت دونو امتحانات یعنی انٹرمیڈیٹ اور سٹوڈنٹ شپ بیٹھ سکتے ہیں۔ جو بالترتیب اپریل و فروری میں منعقد ہوتے ہیں ـــــ خاص فائدہ ٹیکنیکل کالجوں کی انٹرمیڈیٹ میں داخل ہونے کا یہ ہے کہ امیدواران کورس مکمل کرنے تک کم از کم ایک یا دو امتحانات پاس کر کے انجینئرنگ کالجوں کے ڈگری کورس کا یا اے ایم آئی ای کے اے اور بی سیکشن میں اسی کالج میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

میٹرک پاس لڑکوں کے لئے مندرجہ ذیل کم مدت کے انجینئرنگ کورس بھی ان کالجوں میں موجود ہیں جن کی مکمل تفصیل پراسپکٹس میں دی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

۱۔ انٹر گریڈ ڈی سی دار سی آف سٹی اینڈ گلڈس آف لنڈن انسٹی ٹیوٹ ۲۔ الیکٹریکل سپروائزر کورس۔ ۳۔ ڈرافٹسی میں کورس۔ داخلہ ۶۲-۶-۲۰ سے شروع ہو کر دس روز تک رہیگا۔ (پ۔ ت ۶۲-۵-۳۱)

۲۔ برما شیل سکالرشپ سکیم

دو وظائف۔ لف بورو کالج کی سسٹر شائر انگلینڈ میں۔ مکینیکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے چار سالہ وظائف برائے آنرس ڈپلومہ۔ مالیت ۶۰۰ پونڈ سالانہ ہر سال کے ستمبر سے سمندری جہاز سے آمد و رفت مفت

شرائط: غیر شادی شدہ پاکستانی۔ انٹرمیڈیٹ سائنس فرسٹ ڈویژن (فزکس کیمسٹری ریاضی) درخواستیں معہ نقول مجوزہ فارم میں جو برما شیل کے دفاتر کراچی۔ لاہور۔ راولپنڈی و ڈھاکہ سے ملتی ہیں ۶۲-۷-۱۵ تک بنام مسٹر محفوظ الرحمان صاحب اسسٹنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر منسٹری آف ایجوکیشن گورنمنٹ آف پاکستان کراچی۔ (پ۔ ت ۶۲-۶-۳۱)

گورنمنٹ کالج جھنگ

انٹرمیڈیٹ سال اول ڈاکٹرس میڈیکل ـــــ نان میڈیکل کا داخلہ گیارہ جون ۱۹۶۲ء سے شروع ہوگا۔ درخواست ہائے کے لئے مجوزہ فارم دفتر ہذا سے مفت حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ فارم بمعہ پروویژنل اور دیگر کیریکٹر سرٹیفکیٹ دفتر ہذا میں دس جون ۱۹۶۲ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔ بوقت انٹرویو والد یا سرپرست کا ہونا لازمی ہے۔

نوٹ:۔ تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کے داخلے کے امکانات بہت کم ہیں۔

(دستخط پرنسپل۔ گورنمنٹ کالج ربوہ)

وصایا

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے وصیت کنندہ سیکرٹری صاحبان مال سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کر لیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل ۱۷۳۵۵

میں نذیر احمد ولد محمد شفیع قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قلعہ شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد اس وقت صرف ایک پلاٹ سفید رقبہ ۱/۲ ۷ مرلہ ہے جو کہ ۲۹ مرلہ کے ایک پلاٹ میں جس میں میرے دیگر بہن بھائی بھی حصہ دار ہیں میں شامل ہے۔ پلاٹ نمبر ۱ محلہ "ج" ربوہ میں واقع ہے جو بحساب ۴۴/۵۰ فی مرلہ خرید کیا گیا تھا اور اس طرح میرے حصہ کی زمین کی کل قیمت موجودہ ۲۸۱/۲۵ روپے بنتی ہے میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کردوں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ ۱۸۷/۵۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ العبد نذیر احمد ولد محمد شفیع مکان نمبر ۸۷ ۲۵ A ۱۱ محلہ کھنڈو پوریاں پرانی آبادی قلعہ شیخوپورہ۔ گواہ شد حکیم مرغوب اللہ جلیل دواخانہ مین بازار شیخوپورہ گواہ شد۔ بشیر احمد ولد قاضی کلیم اللہ قوم کھوکھر مین بازار شیخوپورہ۔

مسل ۱۷۳۵۶

میں امۃ الکریم شاہدہ زوجہ چوہدری شریف احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری ساکن 5 ۲/۱۲۰ پی ای سی ایچ سوسائٹی ڈاک خانہ کراچی ۲۹۔ کراچی عمر ۱۹ سال صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ مارچ ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ دو ہزار روپے ہے میرا زیور بتفصیل ذیل ہے ہار طلائی ایک عدد وزنی ۴ تولہ نکلس طلائی ایک جوڑی وزن ۱/۲ ۲ تولہ کڑے طلائی دو عدد وزنی تین تولہ ٹاپس طلائی ایک جوڑی وزن ایک تولہ لاکٹ طلائی ایک عدد ۲ تولہ گلوبند طلائی وزن ۶ تولہ انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد وزن ۱/۲ ۱ تولہ۔ کل وزن ۲۰ تولہ قیمت ۲۴۰۰/- روپے ہے اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں ہے میں اپنے مہر اور زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ الامۃ امۃ الکریم شاہدہ بقلم خود گواہ شد برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ کراچی گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد سیکرٹری وصایا کراچی۔ (میری اہلیہ صاحبہ کا حق مہر مبلغ دو ہزار روپے میری طرف واجب الادا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں العبد شریف خاوند موصیہ گواہ شد برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ کراچی۔ گواہ شد ظفر محمد مدرس تعلیم الاسلام سکول عزیز احمد کراچی۔

مسل ۱۷۳۵۷

میں امۃ الحفیظ زوجہ فصیح الدین احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۶۷۲ جمشید روڈ اردو منزل ڈاک خانہ کراچی نمبر ۵ ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ مارچ ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۱۰۰۰/- روپے ہے میرا زیور بتفصیل ذیل ہے ہار طلائی ایک عدد وزن ۲ تولہ چوڑیاں طلائی ۲ عدد وزن ۱/۲ ۱ تولہ کانٹے طلائی ایک جوڑی ۹ ماشہ بالیاں طلائی ۱ جوڑی وزن ۱/۲ تولہ۔ انگوٹھیاں طلائی تین عدد وزن ۹ ماشہ کل وزن ۱/۲ ۶ تولہ قیمت ۷۸۰/- روپے ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے میں اپنے حق مہر اور زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے اگر کسی وقت میری آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ الامۃ امۃ الحفیظ بقلم خود گواہ شد فصیح الدین احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

(نوٹ:۔ میری اہلیہ صاحبہ کا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپے میرے ذمہ واجب الادا ہے میں اس کے حصہ وصیت کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں دستخط خاوند فصیح الدین احمد۔ گواہ شد۔ رشید احمد محمود یونائیٹڈ ہول سیل کمپنی بندر روڈ کراچی۔ گواہ شد۔ صوفی عبدالرحمن نائب سیکرٹری شعبہ رشتہ ناطہ کراچی ۶/۳/۶۴۔

مسل ۱۷۳۵۸

میں امۃ اللہ بیگم بیوہ چوہدری محمد رفیق اسلم مرحوم قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن 5 ۲/۱۲۰ پی ای سی ایچ سوسائٹی ڈاک خانہ کراچی نمبر ۲۹ ضلع کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۳/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے میرا حق مہر سولہ صد (۱۶۰۰/-) روپے تھا جو میں نے اپنے خاوند سے وصول کر لیا تھا۔ میرا زیور بتفصیل ذیل ہے۔ کانٹے طلائی ۴ جوڑی وزن ۴ تولہ بالیاں طلائی ۲ عدد وزن ۴ تولہ چوڑیاں طلائی ۸ عدد وزن ۶ تولہ کڑے طلائی ۲ عدد وزن ۲۰ تولہ لاکٹ طلائی ایک عدد وزن ۳ تولہ انگوٹھیاں طلائی ۲ عدد وزن ۱ تولہ کل وزن ۵۰ تولہ قیمت ۶۰۰۰/- (چھ ہزار روپے) ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے میں اپنے حق مہر اور زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتی رہوں گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ الامۃ امۃ اللہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین سیکرٹری وصایا کراچی۔

مسل ۱۷۳۵۹

میں محمد اسلم سجاد ولد محمد اشرف قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بھیرہ ڈاک خانہ بھیرہ ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۳/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۱۳۸ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد اسلم سجاد ولد مولوی محمد اشرف صاحب محلہ شیخانوالہ بھیرہ ضلع سرگودھا حال بھگوال تحصیل چکوال ضلع جہلم گواہ۔ محمد اکبر افضل مربی سلسلہ احمدیہ چکوال ضلع جہلم۔ گواہ شد۔ نذیر احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چکوال۔

مسل ۱۷۳۶۰

میں بشیراں بی بی زوجہ ماسٹر چراغ محمد صاحب قوم ڈوگر پیشہ خانہ داری عمر ۵۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن پیرو چک ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱/۶۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت ذاتی جائیداد کوئی نہیں ہے میرا زیور جس کی تفصیل درج ذیل ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام کرتی ہوں اور یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ اس جائیداد کی وصیت ادا کردوں گی۔ میرا حق مہر اس وقت کوئی نہیں کیونکہ یہ رقم مبلغ ۳۲/- روپے وصول کر چکی ہوں اور خرچ کر چکی ہوں تفصیل زیورات درج ذیل ہے میری آمد بھی اس وقت کوئی نہیں اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ کڑے سونا ۵ تولے انام ۶ ماشہ ڈنڈی سونا دو عدد ایک تولہ کل وزن ۶ تولے ۶ ماشے جن کی قیمت ۷۸۰/- روپے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد بناؤں تو اس کی اطلاع بھی دے دوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی یہ وصیت بعد وفات میرے ترکہ پر بھی حاوی ہوگی۔ الامۃ بشیراں بی بی موضع پیرو چک ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ گواہ شد عبدالعزیز واقف زندگی صدر محلہ دارالصدر جنوبی گواہ شد عنایت اللہ حلقہ دفتر مال ۱۵/۱۱/۶۳

نام کی تبدیلی

خاکسار نے مع اہل و عیال کے شروع سال ۱۹۶۱ء میں عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی اس وقت میرے چھوٹے لڑکے کا مسیحی نام شمشیر سموئیل تھا جس کا اسلامی نام محمد اسمٰعیل قمر تجویز کیا گیا ہے جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ آئندہ میرے بچے کو اس کے اسلامی نام سے ہی یاد کیا کریں۔

خاکسار چراغ دین شمس
والد محمد اسمٰعیل قمر ساکن کماس، لاہور

اہم اور ضروری خبروں کا خلاصہ

● لاہور ۶ رجون — حکومتِ مغربی پاکستان نے اعلیٰ کوالٹی کا تقریباً ۹ ہزار ٹن چاول راشن کارڈوں کے ذریعہ تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ چاول صوبے کے ستر اہم شہروں میں تقسیم کیا جائے گا۔ وزیر خوراک و زراعت ملک قادر بخش نے اسمبلی سیشن کے بعد کل اخبار نویسوں کو بتایا کہ اس سکیم کی تفصیلات تیار کی جا رہی ہیں لیکن تقسیم بہت جلد شروع ہو جانے کا امکان ہے چاول راشن کارڈوں پر ۳۲ روپے من کے حساب سے فروخت کیا جائے گا۔ آپ نے بتایا کہ تقریباً اٹھارہ ہزار ٹن اعلیٰ کوالٹی کا چاول اس وقت صوبائی حکومت کے ذخائر میں موجود ہے جسے مرکزی حکومت نے برآمد کے لئے حاصل نہیں کیا۔

● ڈھاکہ ۶ رجون چیف الیکشن کمشنر مسٹر جی معین الدین نے یہاں اعلان کیا کہ انتخابی حلقوں کی ابتدائی فہرستیں ۱۵ رجون کو شائع کر دی جائیں گی جن پر عوام سے تجویزیں اور اعتراضات طلب کئے جائیں گے۔

مسٹر جی معین الدین اخبار نویسوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ عوامی اعتراضات کا ۱۰ رجولائی تک فیصلہ کر دیا جائے گا اور ۱۵ رجولائی کو حتمی فہرستیں شائع کر دی جائیں گی۔

آپ نے وثوق کے ساتھ کہا کہ ۳۰ راکتوبر تک بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات ختم ہو جائیں گے۔

● لاہور ۶ رجون — ثانوی تعلیمی بورڈ لاہور کے ڈپٹی سیکرٹری کے اعلان کے مطابق سیکنڈری سکول اور انٹرمیڈیٹ کے درجوں کے اس پرانے نصاب کے مطابق آخری امتحانات جو ۱۹۶۲ء اور اس سے پہلے رائج تھا اگست ستمبر ۱۹۶۲ء میں ہوں گے۔ ان ضمنی امتحانات کے بعد اس نصاب کے مطابق مزید کوئی امتحان نہیں ہو گا۔ ۱۹۶۶ء میں منعقد ہونے والے سیکنڈری سکول اور انٹرمیڈیٹ امتحانات کے لئے نصابوں کا اعلان کر دیا گیا ہے اور تمام تسلیم شدہ اداروں کو ان سے مطلع کر دیا گیا ہے پرائیویٹ امیدواروں کو ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے بورڈ کے دفتر معلومات سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے

● راولپنڈی ۷ رجون — پاکستان میں روسی سفیر مسٹر اے ای مسٹر بٹکو نے کل وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی وہ تقریباً نصف گھنٹہ مسٹر بھٹو سے محو گفتگو رہے۔

● کراچی ۶ رجون — معلوم ہوا ہے کہ پاکستانی تاجروں کا وفد پیکنگ جانے کے لئے یکم جولائی کو شنگھائی روانہ ہو گا۔ پاکستان کے ایوانہائے تجارت وصنعت کے وفاق کے صدر مسٹر گل محمد وفد کی قیادت کریں گے۔ وفد تقریباً آٹھ دن تک چین کا دورہ کرے گا اور یہ چھ سے آٹھ ارکان پر مشتمل ہو گا۔

موجودہ انتظامات کے تحت وفد مرکزی وزیر تجارت مسٹر وحید الزمان کے سرکاری دورہ سے پہلے چین جائے گا۔ مسٹر وحید الزمان قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے اختتام پر چین روانہ ہوں گے۔ تاجروں کا وفد چین اور پاکستان کے درمیان تجارت بڑھانے کے امکانات کا جائزہ لے گا۔

● سیئول ۶ رجون — جنوبی کوریا میں طالب علموں کے شدید مظاہروں کے بعد ملک بھر کی تمام یونیورسٹیاں کالج اور سکول بند کر دئے گئے ہیں ادھر مظاہرے اور بھی شدت اختیار کر دئے گئے ہیں۔

مظاہرین عموماً یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ جنوبی کوریا کے صدر مستعفی ہو جائیں ادھر سیئول میں مارشل لاء کے بعد سے اب تک تین سو سیاستدان اور صحافی گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جنوبی کوریا کے صدر نے اپنے خصوصی مشیر کو بھی برخاست کر دیا ہے کیونکہ مظاہرین ان پر سخت نکتہ چینی کر رہے تھے۔

● ڈھاکہ ۶ رجون — شیخ عبد اللہ کے صاحبزادے ڈاکٹر فاروق عبد اللہ نے کہا ہے کہ شیخ عبد اللہ کشمیری عوام کے لئے حق خود ارادیت کے اصول کا کسی قیمت پر سودا نہیں کریں گے۔ ڈاکٹر فاروق عبد اللہ نے توقع ظاہر کی کہ مسئلہ کشمیر جلد طے ہو جائے گا۔ ڈاکٹر فاروق عبد اللہ کل سہ پہر مشرقی پاکستان اسمبلی کے سپیکر کی جانب سے اپنے اعزاز میں دئے گئے استقبالیہ میں تقریر کر رہے تھے۔

● ڈھاکہ ۶ رجون — کلکتہ کے ایک اخبار کی اطلاع کے مطابق بھارت کی وزیر صحت ڈاکٹر سوشیلا نائر نے گذشتہ روز لوک سبھا میں ایک رکن مسٹر تن سنگھ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ بھارت میں مرد کی اوسط عمر تقریباً بیالیس سال اور عورت کی ساڑھے چالیس سال ہے۔

● نئی دہلی ۶ رجون — بھارتی حکومت اس سلسلہ میں تحقیقات کرا رہی ہے کہ ۲۳ راپریل کو سرینگر میں شیخ عبد اللہ نے جو تقریر کی تھی وہ کس طرح آزاد کشمیر ریڈیو سے نشر کی گئی۔ بھارت کے قائمقام وزیر اعظم گلزاری لال نندہ نے گذشتہ روز راجیہ سبھا کو بتایا کہ آزاد کشمیر ریڈیو نے شیخ صاحب کی یہ تقریر نشر کی تھی مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس نے ان کی تقریر کو ٹیپ ریکارڈ کر کے آزاد کشمیر ریڈیو کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں تحقیقات کرائی جا رہی ہے۔

● ڈھاکہ ۶ رجون — ڈھاکہ میں کل سہ پہر زبردست آندھی آئی اور بعد ازاں بہت زوردار بارش ہوئی۔ طوفانی ہوائیں تقریباً پندرہ منٹ تک چلتی رہیں۔ ان ہواؤں کی رفتار ۶۵ سے ۷۵ میل فی گھنٹہ بیان کی جاتی ہے۔

● کراچی ۶ رجون پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے مطابق ۱۷ رفروری کو بھارت کا جو طیارہ لاپتہ ہو گیا تھا اس میں سوار مقبوضہ کشمیر کی بھارتی فوج کے کمانڈر گریوال کی نعش مل گئی ہے جو مقبوضہ کشمیر میں درہ بینہال سے ۱۰ میل جنوب مغرب میں ایک جگہ پڑی ہوئی تھی۔

محترم ڈاکٹر سردار علی صاحب وفات پا گئے

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ربوہ — افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم ڈاکٹر سردار علی صاحب ایم بی بی ایس ڈی ٹی ایم مورخہ ۵ رجون ۱۹۶۲ء بروز جمعہ صبح تین بجے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث ۶۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایک عرصہ سے بلڈ پریشر اور ذیابیطس کی وجہ سے بیمار تھے۔

اسی روز نماز جمعہ کے بعد محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے ہزاروں احباب شریک ہوئے تدفین نماز عصر کے بعد عمل میں آئی آپ کے جسد خاکی کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا قبر تیار ہونے پر مکرم مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ نے قبر پر دعا کرائی۔

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت شیخ عبد الغنی صاحب مرحوم آف بٹالہ بانگر ضلع گورداسپور کے سب سے بڑے فرزند تھے اور آپ کو خود بھی حضور علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ ۱۹۵۶ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے ربوہ میں سکونت اختیار کی اور پھر وفات تک یہیں مقیم رہے ریٹائر ہونے سے قبل آپ گلگت میں میڈیکل آفیسر تھے بہت نیک، شریف النفس مخلص اور فدائی احمدی تھے آپ میں خدمت خلق کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا تھا ربوہ میں قیام کے دوران ہر چند کہ آپ بلڈ پریشر کا وجہ سے مسلسل بیمار ہی رہے تاہم مقامی احباب کی بھی خدمت سرانجام دینے میں آپ ایک خاص خوشی محسوس فرماتے اور نیس لئے بغیر طبی مشورہ دیتے آپ کو طبابت میں بفضل اللہ تعالیٰ ۔۔۔ بہت مہارت حاصل تھی۔

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم نے دو بیٹیاں اور چھ فرزند اپنی یادگار چھوڑے ہیں آپ کے سب سے بڑے فرزند ڈاکٹر رضا احمد صاحب آج کل کینیڈا میں ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں دوسرے فرزند شیخ ظفر احمد صاحب انگلستان میں چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کا کورس کر رہے ہیں۔ تیسرے فرزند رشید احمد صاحب پی آئی ڈی سی میں انجنیئر ہیں۔ باقی تین فرزند محمود احمد صاحب۔ نفیس احمد صاحب اور سعید احمد صاحب لاء اور ڈاکٹری وغیرہ کی تعلیم پا رہے ہیں

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور خاص مقام قرب سے نوازے نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین

جامعہ نصرت (برائے خواتین) ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت (برائے خواتین) ربوہ میں گیارہویں کلاس (آرٹس) کا داخلہ ۹ رجون ۱۹۶۲ء سے شروع ہو گا۔ اور دس روز تک جاری رہے گا۔ درخواستیں مجوزہ فارم داخلہ پر جو کالج آفس سے مل سکتے ہیں۔ معہ کیریکٹر اور پروویژنل سرٹیفکیٹ ۷ رجون تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

انٹرویو روزانہ ۷ بجے صبح سے ۱۰ بجے صبح تک ہوا کرے گا۔ جامعہ نصرت میں طالبات کو پُرسکون ماحول اور اسلامی فضا میں تعلیم دی جاتی ہے۔ مستحق اور ہونہار طالبات کے لئے وظائف اور فیس کی مراعات موجود ہیں۔ بفضل ایزدی نتائج اعلیٰ اور شاندار نکلتے ہیں۔ گزشتہ برس مس فیروزہ فائزہ ایف۔ اے (Humanities Group) کی تمام کامیاب طالبات میں فرسٹ آئیں اور Talented women scholarship حاصل کیا۔

ہوسٹل کا تسلی بخش انتظام موجود ہے۔ اور اخراجات دیگر کالجز سے بہت کم ہیں۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی بچیوں کو اس اعلیٰ تعلیمی ادارہ میں داخل کروائیں۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

درخواستِ دُعا

عرصہ چار ماہ سے میری والدہ صاحبہ محترمہ شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ متعدد معائنوں کے باوجود ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔ کوئی علاج کارگر ثابت نہیں ہو رہا۔ احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ والدہ صاحبہ کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بابرکت وجود کو لمبے عرصہ تک قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

خاکسار (چوہدری) عبد اللطیف مبلغ جرمنی ہمبورگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۲